"انصار الاسلام"

کی طرف سے پیش ہے۔ دولۃ الاسلامیہ کے مجلہ "دابق" کے شمارہ 11 کے مضمون کا ترجمہ بعنوان

دارالاسلام سے کنارہ کشی میں خطرہ!

شام اور لیبیا کے لوگوں کا ترکی، لیبیا اور اٹلی کے ساحلوں حتیٰ کہ آسٹریا کی شاہراؤں پہ مرنا ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کی وجہ سے اب ہجرت کے مسائل پر مسلمانوں کو شرح صدر حاصل ہو جانا چاہیے۔۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا. فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا. (النساء:97,98,99)

یقینا جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہوتا ہے تو جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ تم کن لوگوں میں رہ رہے تھے؟ تو وہ لوگ وقت نزاع جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ تو اس بات پہ فرشتے انہیں کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین بہت وسیع نہیں تھی، تم نے ہجرت کیوں نہیں کی؟۔ پس یہی لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور وہ جہنم رہنے کے لحاظ سے بہت ہی بری جگہ ہے۔ سوائے ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے جن کے اختیار میں کوئی تدبیر نہ تھی اور وہ کوئی راستہ بھی نہیں نکال سکتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو عنقریب اللہ معاف کر دے گا کہ اور وہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاَ يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلاً, حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ۔

(سنن ابن ماجه: کتاب الحدود، باب المرتد عن دینه۔ قال البانی حسن۔)

اگر کوئی مشرک اسلام قبول کرتا ہے تو اس کا کوئی عمل تب تک قبول نہیں ہوتا جب تک مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف ہجرت نہیں کرلیتا۔

[اس موضوع کو مزید جاننے کے لیے "دابق" شمارہ نمبر 8 صفحہ نمبر 28,29 اور شمارہ 3 صفحہ نمبر 25 تا 34 ملاحظہ کریں]

اگر چہ ہجرت کی فرضیت واضح ہے مگر اسلام کے نام لیواؤں سے ایک غلطی بار بار سرزد ہوئی ہے۔ وہ غلطی ہے:

"ہجرت کے لیے علاقے کا چناؤ"۔ یہ لوگ اکثر عیسائیوں کے علاقوں کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ نے جب اسلامی حکومت قائم کرلی تھی تو پھر ہجرت کا مرکز مدینہ تھا، نہ کہ حبشہ۔ حتیٰ کہ اموی اور عباسی حکومتوں کے دوران بھی جب ہجرت کی جاتی تو دار الخلافہ کی طرف کی جاتی نہ کہ روم اور قسطنطنیہ کی طرف۔ اسی طرح اب اسلامی حکومت "دولۃ الاسلامیہ" کے قیام کے بعد بھی ہجرت خلافت کے علاقوں / ریاستوں کی طرف ہو گی نہ کہ نصیری، رافضی، صحوات یا کُردوں کے علاقوں کی طرف اور نہ ہی امریکہ، یورپ اور اس کے طاغوت اتحادیوں کے علاقوں کی طرف۔

ہجرت دراصل ایک فریضہ ہے دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف آنے کا۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

فصل: تعریف الهجرة ۔ وهي الخروج من دار الكفر إلى دار الاسلام

ہجرت کی تعریف:۔ یہ دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف آنے کا نام ہے۔

((دار الکفر: کفار کے زیر تسلط علاقے۔ دار الاسلام: مسلمانوں کے وہ علاقے جہاں اسلام کے قوانین مکمل نافذ ہوں۔ مترجم))

پھر آپ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا آیات اور دیگر دلائل کا ذکر کیا اور فرمایا کہ:

حكم الهجرة باق لا ينقطع إلى يوم القيامة في قول عامة أهل العلم

عام اہل علم کے ہاں درست یہی ہے کہ ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ (المغنی لابن قدامہ - کتاب الجہاد - فصل الہجرۃ)

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

اگر کسی جگہ اسلامی شریعت اور قوانین کا نفاذ نہیں ہے تو یہ علاقہ دار الاسلام نہیں۔ (احکام اہل الذمہ)

یہ مسئلہ بالکل واضح ہے جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جھوٹے مدعیان نبوت کے مقبوضہ علاقوں اور منکرین زکوٰۃ کے علاقوں کو دار الحرب ہی سمجھا۔ بعد کے فقہانے بھی تاتاریوں کے علاقوں یا مرتد عبیدی حکمرانوں کے علاقوں کو دار الاسلام نہیں سمجھا۔ اگرچہ ان حکمرانوں نے اسلام کا دعویٰ بھی کیا تھا اور کچھ اسلامی قوانین کو بھی اپنے قوانین میں شامل کیا ہوا تھا۔ مگر ان کا ارتداد یہ تھا کہ انہوں نے "کچھ اسلامی قوانین اور تعلیمات" کو ترک کر دیا تھا۔

لہٰذا آل سلول کی طرف یا صحوات کی طرف جانا ہجرت نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ ان علاقوں کے حکمران اسلام کی مخالفت میں صلیبیوں اور مرتدین کے ساتھ اتحاد کر چکے ہیں اور شریعت کے بہت سے احکام کو نہ صرف چھوڑ چکے ہیں بلکہ ان کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اسلام کی بنیاد پر الولاء والبراء کا کوئی وجود نہیں ہے اگر ہے تو صرف قومیت کی بنیاد پر ہے۔

حیف صد حیف! کچھ شامی اور لیبی لوگ ان افراد کی زندگیوں اور ارواح کو داؤ پہ لگانا چاہتے ہیں کہ جن کے متعلق ان پہ یہ ذمہ داری عائد ہے کہ وہ ان کی تربیت اور پرورش اسلام کے مطابق کریں، یعنی اپنے بچوں کی۔ وہ اپنے بہت سے لخت جگر جنگ مسلط کرنے والے صلیبیوں کی سرزمینوں کی طرف اس خطرناک سفر کے دوران قربان کر دیتے ہیں جن علاقوں میں کفریہ قوانین کے ساتھ ساتھ بد اخلاقی اور بے حیائی عام ہے۔ ان میں بہت سے خاندان دار الکفر (صحوات، PKK، دوسری سیاسی جماعتوں کے علاقوں) سے

صلیبیوں کے علاقوں کی طرف جاتے ہیں۔ زیادہ امکان ہے کہ یہ خاندان خلافت کو چھوڑ کر امریکہ اور یورپ کی طرف دنیا کے حصول کی خاطر جاتے ہیں۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اب اس مسئلے یعنی" دار الاسلام کی بجائے دار الکفر کی طرف جانے "کے مسئلے پر حکم شرعی کی وضاحت ہو جائے۔

یہ جان لینا چاہیے کہ "دار الکفر" کی طرف جانے کی خاطر "دار الاسلام" کو قصداً اور بخوشی چھوڑنا ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ راستہ کفر کی طرف لے کے جاتا ہے اور کسی شخص کے بچوں اور ان کے بچوں کے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت، کفر، لبرازم میں داخل ہو جانے کا ایک دروازہ ہے۔ اگر کسی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کفر میں داخل نہ بھی ہو تب بھی زنا، اغلام بازی، نشہ آور اشیاء اور شراب نوشی کے لگ جانے کا مستقل خطرہ تو ہر وقت سر پہ منڈلاتا رہتا ہے۔ اگر وہ ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب نہ بھی کریں تب بھی وہ "عربی" کو بھول جائیں گے جو کہ "قرآن کی زبان" ہے اور جو کہ شام، عراق، لیبیا اور گردونواح میں ہر جگہ بولی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دین اور اس کی تعلیمات کی طرف لوٹنا اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

احادیث میں سے کچھ روایات مذکور ہیں جن میں ہجرت کے بعد اپنے وطن لوٹنے سے روکا گیا ہے۔ یہ بھی معاملہ ہمارے متعلق زیر بحث مسئلے " دار الاسلام کی بجائے دار الکفر کی طرف جانے " سے متعلقہ ہے۔

روایات ملاحظہ فرمائیں:

- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

آكل الربا وموكله وكاتبه إذا علموا ذلك والواشمة والموشومة للحسن ولاوي الصدقة والمرتد أعرابيا بعد الهجرة ملعونون على لسان محمد صلى الله عليه وسلم يوم القيامة۔

(نسائی، کتاب الزینۃ، باب المتوشمات۔۔۔ ۔#5102۔ صححہ الالبانی)

سود لینے والا، دینے والا اور لکھنے والا جب وہ جانتے ہوں کہ یہ سود ہے اور خوبصورتی کے لیے اپنا جسم گدوانے والی، گودنے والی (Tattoo بنوانے والے) اور صدقات وخیرات روک لینے والا اور ہجرت کے بعد واپس اپنے علاقے میں لوٹ جانے والا۔ ان سب پر محمد ﷺ کی زبان سے لعنت کی گئی ہے قیامت تک۔

- علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا۔

(بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اقامۃ المهاجر بمکہ۔#3933 مسلم # 3363)

(مکہ سے) ہجرت کرنے والا حج یا عمرے کے مناسک کی ادائیگی کے بعد مکہ میں صرف 3 دن تک رہ سکتا ہے۔

- علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

عن محمد بن سهل بن أبي حثمة، عن أبيه قال: إني لفي هذا المسجد، مسجد الكوفة، وعلي يخطب الناس على المنبر، فقال: "يا أيها الناس، إن الكبائر سبع"، فأصاخ الناس، فأعادها ثلاث مرات ثم قال: ألا تسألوني عنها؟ قالوا: يا أمير المؤمنين، ما هي؟ قال: "الإشراك بالله، وقتل النفس التي حرم الله، وقذف المحصنة، وأكل مال اليتيم، وأكل الربا، والفرار يوم الزحف، والتعرب بعد الهجرة"

(تفسیر جامع البیان للطبری، جلد 8، صفحہ: 235۔ روایت نمبر 9179۔ تفسیر آیۃ 8/31)

آپ رضی اللہ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ سات ہیں:۔ 1۔ اللہ کے ساتھ شرک۔ 2۔ قتل ناحق۔ 3۔ مومنہ پہ تہمت۔ 4۔ یتیم کا مال کھانا۔ 5۔ سود کھانا۔ 6۔ میدان جنگ سے بھاگنا۔ 7۔ ہجرت کے بعد واپس اپنے علاقے میں چلے جانا۔

- قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَجْمَعَتْ الْأُمَّةُ عَلَى تَحْرِيم تَرْك الْمُهَاجِر هِجْرَته وَرُجُوعه إِلَى وَطَنه، وَعَلَى أَنَّ اِرْتِدَاد الْمُهَاجِر أَعْرَابِيًّا مِنْ الْكَبَائِر۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب تحریم رجوع المہاجر۔۔۔#3464)

اس بات پہ امت کا اجماع ہے کہ مہاجر کا ہجرت چھوڑنا اور اپنے وطن کی طرف لوٹنا حرام ہے۔اور۔اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مہاجر کا اپنے وطن لوٹنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

- علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مذکورہ بالا بخاری والی روایت کی تشریح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفقه هذا الحديث أن الإقامة بمكة كانت حراما على من هاجر منها قبل الفتح لكن أبيح لمن قصدها منهم بحج أو عمرة أن يقيم بعد قضاء نسكه ثلاثة أيام لا يزيد عليها۔

(فتح الباری جلد7۔صفحہ نمبر 267 ۔ باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه)

اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ فتح مکہ سے پہلے وہاں سے ہجرت کرنے والے شخص کا مکہ میں ٹھہرنا حرام ہے۔ لیکن جس شخص نے حج یا عمرے کا ارادہ کیا ہوا ہو تو اس کا مناسک کی ادائیگی کے بعد صرف 3 دن تک وہاں رہنا جائز ہے۔

یہاں یہ بات نہایت غور طلب ہے کہ جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اوپر ذکر ہوئی ہے اور اسی طرح ہجرت کے بعد دار الاسلام کو چھوڑنے کے متعلق سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حجاج بن یوسف کے درمیان جو مکالمہ بخاری مسلم میں مروی ہے، ان میں اور دوسری احادیث و آثار میں دار الاسلام کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مادہ "ردۃ" ہے۔ابن اثیر نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے کہ: وہ (سلف الصالحین) ہجرت کے بعد بغیر عذر کے اپنے وطن واپس لوٹ جانے والے کو مرتد سمجھتے تھے (النہایہ لابن اثیر) یہ غالبا اس لیے ہے کہ ایسا انسان (کچھ حالات) میں اسلام کے بعض پہلوؤں کو چھوڑ دیتا ہے مثلاً امیر المومنین کی بات سننا، اس کی اطاعت کرنا، جہاد کرنا، مساجد کی طرف جانا وغیرہ۔کچھ علماء کے مطابق دار الاسلام سے دار الکفر کی طرف جانا ارتداد ہے۔جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ یہ ارتداد کے قریب لے کے جانے والا عمل ہے۔

((حجاج بن یوسف اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مکالمہ

إِنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- : اِرْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب تَحْرِيمِ رُجُوعِ الْمُهَاجِرِ إِلَى اسْتِيطَانِ وَطَنِهِ)

حجاج نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ: کیا تم اپنی ایڑیوں پہ پھر گئے ہو؟ جو تم بادہ نشین ہو گئے ہو (یعنی دار الاسلام کو چھوڑ کہ صحرا میں سکونت اختیار کر لی ہے)

تو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ: نہیں (میں اپنی ایڑیوں پہ نہیں پھرا) بلکہ (خاص) مجھے رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی تھی کہ میں بادہ نشینی اختیار کر لوں۔ مترجم))

- امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت سے ملنے اور دار الاسلام آنے کی بجائے (کافروں یا صلیبیوں کے علاقوں) کی طرف دنیا کی خاطر جاتا ہے اور وہاں ذمی بن کے رہتا ہے تو اس کا یہ عمل کفر سے دور نہیں ہے اور ہم اس کے لیے کوئی عذر نہیں پاتے۔(المحلی)

- الحسن بن صالح بن حی (متوفی 169ھ) فرماتے ہیں:

وإذا لحق الرجل بدار الحرب ولم يرتد عن الإسلام فهو مرتد بتركه دار الإسلام

اگر کوئی اسلام سے مرتد ہوئے بغیر دار الحرب میں چلا جاتا ہے تو وہ دار الاسلام چھوڑنے کی وجہ سے ہی مرتد ہو جاتا ہے۔

(مختصر اختلاف العلماء للطحاوی؛ جزء 3 ، صفحہ 24۔الشاملہ۔)

دار الکفر میں واپس جانا ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اگر اس میں کچھ شرطیں پائی جائیں تو یہ درجہ ارتداد تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً

- اپنی مرضی سے اس جگہ جانا جہاں اس شخص کو کفر پہ مجبور کر دیا جا سکتا ہو۔ جبکہ یہاں حالت اکراہ کا عذر نہیں ملے گا کیونکہ یہ شخص جان بوجھ کر اس جگہ گیا ہے۔
- اسی طرح اگر یہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف مدد کرنے کے معاہدے وغیرہ کر لیتا ہے تا کہ اسے دار الکفر میں داخلہ مل سکے تو یہ معاہدہ ہی کفر ہے۔ اگرچہ وہ شخص اپنا معاہدہ پورا نہ کر پائے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۔ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ (الحشر:11،12)

کیا آپ نے ان منافقین کی طرف نہیں دیکھا جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے معاملے میں ہم کبھی بھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم ضرور بالضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ اگر ان کافروں کو نکالا گیا تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے قتال کیا گیا تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور (بالفرض) اگر انہوں نے ان کی مدد کی بھی تو لازماً یہ پیٹھ پھیر کے بھاگ جائیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کفر ہیں جن میں امکانی طور پر کفار کے علاقوں کی طرف سفر کرنے والا مبتلا ہو سکتا ہے۔ آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کے لیے ہجرت کو آسان کر دے اور صلیبیوں اور مرتدین کی چالوں کو ناکام کر دے۔ آمین

مفید روابط:

باب الاسلام فورم

https://203.211.136.154

http://islamdoor.net

دعوت حق ویب سائٹ

http://dawatehaq.net